تحفظِ ناموسِ رسالت۔ عالمی اجتہادی اداروں کی آراء کا تجزیہ

الطاف حسین لنگڑیال*

ناموسِ رسالت کا موضوع ان دنوں بہت زیر بحث ہے۔ بالخصوص مغربی دنیا پاکستان کے خلاف ایک پروپیگنڈہ شروع کیے ہوئے ہے کہ اس کے دستور میں ناموسِ رسالت میں گستاخی کی سزا کو منسوخ کرنے یا اسے تبدیل کردینے کی باتیں منظر عام پر آرہی ہیں۔ اور یوں دائیں اور بائیں بازو کے مابین ایک کھینچا تانی ہے جس پر عام آدمی پریشان ہے۔ دوسری طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، انبیائے کرام علیہم السلام اور مقدس شخصیات سے عامۃ الناس کی جذباتی وابستگی ہے اور ان مقدس ومکرم ہستیوں کے بارے میں گستاخی پر مبنی کسی شائبے تک کو وہ برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اور اس سلسلے میں برصغیر پاک و ہند میں گستاخانِ رسالت کو قتل کرکے خود پھانسی چڑھ جانے کی روایت بڑی مضبوط ہے کہ جب موجودہ قوانین کے اسقام کی وجہ سے ناموسِ رسالت کے ملزمان کو سزائیں نہیں ہو پاتیں تو مجبوراً لوگ خود اس کا اطلاق کردیتے ہیں اور پھر وہ مسلمانانِ برصغیر پاک و ہند کے ہیرو اور غازی ٹھہرے۔

عہد حاضر میں دنیا بھر میں اجتماعی اجتہاد کے ادارے وجود میں آتے ہیں جہاں امتِ مسلمہ کے چوٹی کے علماء اور سکالرز جو جدید وقدیم علم کے متخصصین ہوتے ہیں، نے مقالات، ابحاث اور مذاکرات کے طویل ادوار کے بعد عہد حاضر کے نئے پیش آمدہ مسائل کا حل شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں پیش کیا ہے۔ جن میں کئی ایک مسائل تو ایسے ہیں جن پر باوجود زمان ومکان اور آلات میں اختلاف کے اتفاق اور اجماع منعقد ہوا ہے۔ ناموس رسالت اور دیگر مقدس شخصیات کے تقدس کے حوالے سے ان اداروں نے غور وخوض کیا اور اس حوالے سے ریزولیوشنز پاس کی ہیں۔ زیرِ نظر مقالہ عالمی اجتہادی اداروں کے مابین اسی موضوع پر اتفاق واجماع کا ایک تنقیدی جائزہ ہے۔

قرآن نے نبی ﷺ کے ساتھ بے ادبی کے رویہ کو خدا سے بے خوفی قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو سخت تنبیہہ کی کہ وہ اپنی حدود میں رہیں اور رسول اللہؐ سے اپنے آپ کو آگے بڑھانے کی جسارت نہ کریں۔ اور جب آپؐ سے گفتگو کریں تو اس طرح گفتگو نہ کریں جس طرح سے آپس میں کرتے ہیں۔ بلکہ مودب ہوکر اپنے مسائل آپؐ کے سامنے پیش کریں اور نیچی آواز میں آپؐ بات کریں اور کسی حالت میں ان کی آواز حضور ﷺ کی آواز سے بلند نہ ہونی

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاول پور، پاکستان

چاہیے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۔(۱)

آنحضرت ﷺ کی بے قدری کے اس طرزِ عمل کا ایک نہایت روح فرسا نتیجہ قرآن نے یہ بیان کیا ہے کہ ایسا کرنے سے ایمان لانے والے شخص کے تمام نیک اعمال اکارت جاتے ہیں اس گستاخی کے نتیجہ میں اس کو اس کا شعور ہی نہیں ہونے پاتا کہ وہ کتنے بڑے حادثہ سے دوچار ہو چکا ہے۔ جب وہ قیامت کے روز اللہ کے حضور پیش ہوگا تو تو اس کو پتہ چلے گا کہ اس کے دامن میں کوئی نیکی نہیں ہے۔ دوسرے الفاظ میں حضور کی بے ادبی کا گناہ اتنا بڑا ہے کہ وہ آدمی کی زندگی بھر کی نیکیوں پر غالب آ کر ان کو کالعدم کر دیتا ہے۔ یہ عمل اس کو مرتد بنا دیتا ہے، اور ظاہر ہے ارتداد کی سزا اسلام میں موت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سچے اہل ایمان آج بھی حضور ﷺ کے بارے میں گستاخی کا کوئی کلمہ زبان پر لانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

دوسری طرف اہل ایمان کے سامنے آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اسوہ بھی موجود ہے کہ کعب بن اشرف کے آپؐ کی شان میں مسلسل گستاخی، معاندانہ رویے، معاہدوں کی خلاف ورزی اور ہجویہ اشعار کہنے کی وجہ سے آپؐ نے اس کے قتل کا حکم جاری فرمایا اور جاں نثار صحابہؓ نے اس پر عمل درآمد کر کے دکھایا۔ (۲)

چنانچہ عہد حاضر میں نبی اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے حوالے سے بے ادبیوں اور گستاخیوں کے واقعات پر عالم اسلام کے اجتماعی اجتہاد کے اداروں نے مندرجہ بالا بنیادی قاعدہ کی بنیاد پر جو فیصلے صادر کیے، ان کا ایک جائزہ پیش خدمت ہے۔

۱۔ المجمع الفقهی الاسلامی ملحق: رابطہ عالم اسلامی کا حضور اکرمؐ، تمام انبیاء کرامؑ اور صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کے حوالہ سے فتاویٰ:

مکہ مکرمہ میں قائم رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت اجتماعی اجتہاد کے عالم اسلام کے سب سے قدیم اور وقیع ادارے المجمع الفقهی الاسلامی نے نبی اکرم ﷺ اور دوسرے تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصویر بنانے کے حوالے سے اپنے ایک فیصلے میں اس عمل کو مذموم قرار دیا۔ دراصل سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز حفظہ اللہ کو ایک خط لکھا اور اس کے ساتھ ایک کتابچہ بھی ارسال کیا جس میں ایک تصویر بنا کر اسے معاذ اللہ حضور ﷺ اور دوسری

تصویر بنا کر اسے حضرت علیؓ بتایا گیا تھا۔شیخ بن باز نے مجمع سے اس بارے میں رائے دریافت کی۔
مجمع نے اس معاملہ پر اپنے آٹھویں اجلاس منعقدہ ۲۸ ربیع الثانی تا ۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ میں غور کیا اور قرار دیا:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کے نزدیک انتہائی عظیم ہے، آپؐ کی بلند مقامی اور علو مرتبت دین کا ایک لازمی و معروف امر ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے عالم کے لئے رحمت بنایا اور اپنی مخلوق کے پاس آپؐ کو بشیر و نذیر، اللہ کی جانب دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا، آپؐ کا ذکر بلند اور مقام اونچا بنایا اور رحمت نازل فرمائی، اللہ کے فرشتوں نے آپؐ کے لئے دعائے رحمت کی اور تمام مسلمانوں کو آپؐ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا گیا، آپؐ اولادِ آدم کے سردار اور صاحب مقام محمود ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام وعظمت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان تعظیم تمام مسلمانوں پر واجب ہے، آپؐ کی کسی بھی قسم کی (نعوذ باللہ) توہین یا مقام و مرتبہ میں تنقیص کفر اور اسلام سے ارتداد ہے۔

فإن ای امتهان له،او تنقص من قدره،يعتبر كفراً،وردة عن الاسلام،والعياذ بالله (۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریفہ کو تصویر میں پیش کرنا خواہ تصویر متحرک ہو یا غیر متحرک اور خواہ جرم وسایہ کے ساتھ ہو یا اس کے بغیر، حرام اور ناجائز ہے، کسی بھی مقصد، کسی بھی غرض اور کسی بھی مصلحت کے لئے ایسا عمل یا اس کی تائید جائز نہیں ہے، اور اگر توہین مقصود ہو تو کفر ہے، کیونکہ اس سے بڑے سنگین مفاسد اور خطرات وابستہ ہیں، مسلم سربراہوں، صحافت کے ذمہ داروں اور اشاعتی مراکز کے اصحاب کی ذمہ داری ہے کہ قصوں، ڈراموں، ناولوں، بچوں کی کتابوں، فلم وسنیما اور ٹیلی ویژن وغیرہ کسی بھی ذریعہ نشر واشاعت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بنانے سے روکیں، اور اگر کہیں کچھ موجود ہے تو اسے ختم کرنا واجب ہے۔'' (۴)

دیگر انبیائے کرام کی عصمت کے حوالے سے اکیڈمی نے فیصلہ صادر کیا:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند تمام انبیاء کرام کے حق میں بھی یہی حکم ہے کہ ان کی تصاویر بنانا حرام ہے (و مثل النبی صلی اللہ علیہ وسلم سائر الرسل والانبياء،عليهم الصلوة والسلام،فيحرم فی حقهم ما يحرم فی حق النبی صلی اللہ علیہ وسلم)، اس لئے اجلاس فیصلہ کرتا ہے کہ ان میں سے کسی کی بھی تصویر بنانا حرام اور ناجائز ہے، اور اس پر بندش لگانا واجب ہے۔'' (۵) بلکہ مجمع کے معزز رکن شیخ محمد شاذلی النیفر نے

تو قرار دیا کہ نبی اکرم ﷺ کی تصویر بنانے والے کا انجام کفر ہے۔(۶)

اسی طرح صحابہؓ کے حوالے سے بھی مجمع نے قرار دیا:

''یہی حکم صحابہ کرام کے حق میں بھی ہے (و كذالك يمنع ذالك في حق الصحابةؓ)، رسول کریم ﷺ کے ساتھ شرف صحبت، جہاد، دین کے دفاع، اللہ اور اس کے رسول اور دین کے لئے خیر خواہی اور اس دین و علم کو ہم تک منتقل کرنے کا جو مقام انہیں حاصل ہے اس کے پیش نظر ان کی قدر، احترام اور تعظیم واجب ہے۔''(۷)

۲۔سلمان رشدی کی ناپاک جسارت پر فتاویٰ:

شاتم رسول ﷺ بدنام زمانہ ملعون سلمان رشدی نے جب شیطانی آیات (Satanic verses) لکھ کر اسلام اور اسلامی شخصیات کی جو قصداً بے حرمتی اور حقائق کی خلاف ورزی کی اور عالم اسلام کے تمام فدایان رسولؐ کی شدید دل آزاری کی تو اس حوالے سے ایران کے روحانی رہنما آیت اللہ امام خمینی علیہ الرحمہ نے اس ملعون کے ارتداد اور قتل کا فتویٰ دیا جو بہت معروف ہوا۔ اس اہم مسئلہ پر تمام مسلمانان عالم کی طرح رابطہ عالم اسلامی کی امانت عامہ نے بھی سخت صدمہ کا اظہار کیا۔ اپنی انبیاء اور اسلام دشمنی کے باوصف یورپی ممالک نے اس ملعون کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ تاہم عالم اسلام کے ترجمان ادارے رابطہ عالم اسلامی کے ماتحت اجتماعی اجتہاد کے ادارے المجمع الفقھی الاسلامی مکہ مکرمہ نے اپنے گیارھویں اجلاس منعقدہ ۱۹۔فروری تا ۲۶۔فروری ۱۹۸۹ء میں اس اہم مسئلے پر بحث و مباحثہ کیا اور اپنا فتویٰ جاری کیا جو رابطہ عالم اسلامی کی امانت عامہ نے جاری کیا۔

''مسلم خاندان کے ہندوستانی نژاد اور برطانوی شہریت رکھنے والے سلمان رشدی نے انگریزی میں شائع ہونے والے ''شیطانی آیات'' کے نام سے جو ناول لکھا ہے جس کے مختلف اقتباسات انٹرنیشنل عرب و غیر عرب اخبارات نے نقل کیے ہیں، برطانیہ میں پینگوئن (Penguin) نے اور امریکہ میں وی کنگ (Viking) نے اس کتاب کو شائع کیا ہے، اس کی اشاعت کے بعد مختلف اسلامی اور غیر اسلامی حلقوں کی جانب سے اسلام اور اسلامی مقدسات پر نازیبا اور رکیک اسلوب میں کیے گئے حملوں کی وجہ سے اس کی سخت مذمت کی گئی ہے۔

المجمع الفقھی کے اجلاس میں اس ناول کے بعض اقتباسات اور حصوں کو دیکھا گیا، اجلاس نے دیکھا کہ اس میں بہتان طرازی اور انتہائی نازیبا و غلط الفاظ میں رسول اللہؐ اور امہات المومنین ازواج مطہراتؓ کا ذکر کیا

گیا ہے، نیز دوسری بے حرمتیاں کی گئی ہیں، بلکہ اس میں خلیل اللہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ذکر بھی ایسے گھٹیا اسلوب میں کیا گیا ہے جو احترام انبیاء کے مطابق نہیں ہے، ازواج مطہرات کا تذکرہ بے انتہاء رکیک اور ایسے پست ترین اسلوب میں کیا گیا ہے جو تاریخی، علمی یا ادبی کسی بھی دائرہ سے خارج ہے، اور اسلامی عقیدہ کی مقدسات پر ایسا حملہ ہے جس پر کسی بھی متمدن ملک میں جہاں حقوق و مقدسات کا تحفظ کرنے والے قوانین، دستور اور نظام موجود ہو، اسے جرم قرار دیا جائے گا اور اس پر سزا نافذ کی جائے گی، اس لئے کہ اس ناول میں درج امور آزادی کے دائرہ سے باہر ہیں، اور زبان درازی اور احساسات کو مجروح کرنے والے گھٹیا اسلوب میں قابل احترام مقدسات کو نشانہ بنایا گیا ہے۔

اس سنگین موضوع اور اسلامی مقدسات کی بے حرمتی و پامالی اور گھٹیا حملوں کے اس ناروا سلوک پر اجلاس میں غور کیا گیا اور درج ذیل فیصلے کئے گئے:

۱۔ المجمع سمجھتا ہے کہ شیطانی آیات نامی اس کتاب میں جو کذب بیانی و بہتان طرازی کی گئی ہے وہ ایسے فحش اور رکیک اسلوب میں ہے کہ وہ کسی علمی جواب کی مستحق نہیں ہے، وہ کوئی علمی یا تاریخی آراء نہیں ہیں جن کا جواب دیا جانا ضروری ہو۔

۲۔ المجمع کا اجلاس اس مجرم کی اس مذموم حرکت کی سخت ترین مذمت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ اسلام سے مرتد ہو گیا ہے اور ارتداد کی اسلامی سزا کا مستحق ہو گیا ہے۔ مجمع کے الفاظ ہیں:

ان هذا الرجل،بعمله هذا،يعتبر مرتداً عن الاسلام ،الذى نشافى ظله،وانه يستحق ان يطبق عليه ما تنص عليه الشريعة الاسلامية۔(۸)

۳۔ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ اس شخص کے خلاف اور اس کتاب کو طبع کرنے والے مطبع کے خلاف برطانیہ کی مخصوص عدالتوں میں مقدمات دائر کر کے اسے قرار واقعی سزا دلوائی جائے، اور یہ مقدمات آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس (OIC) کی جانب سے دائر کئے جائیں جو تمام اسلامی ممالک کی نمائندہ ہے، اور مقدمہ کی پیروی کے لئے تعزیراتی مقدمات کے ماہر اور تجربہ کار طاقتور وکیل مقرر کئے جائیں جن کی مسلکی امانت داری قابل اطمینان ہو۔

۴۔ اجلاس اعلان کرتا ہے کہ اس گھٹیا مصنف کے خلاف کسی اسلامی ملک میں بھی وہاں کی نیابت عامہ کی جانب سے تعزیراتی مقدمہ دائر کر کے غائبانہ طور پر اس کے خلاف پیروی کی جائے، اور اسلامی شریعت کے مطابق فیصلہ کیا جائے، خواہ اس فیصلہ کے فوری نفاذ کی کوئی شکل نہ ہو، اور اس فیصلہ کا ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اعلان

کر کے ایسے گھٹیا ور کیک حرکت پر مسلمانانِ عالم کی ناراضگی کا اظہار کیا جائے۔

۵۔ یہ اجلاس طے کرتا ہے کہ مصنف نے برطانوی مراجع کو اپنا جو معذرت نامہ بھیجا ہے جسے اخبارات نے شائع کیا ہے، اور اس میں کہا گیا ہے کہ: اسے افسوس ہے کہ اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں، یہ بالکل لا حاصل اور نا قابل قبول معذرت نامہ ہے، اور اس سے اس کی قبیح و شنیع بہتان طرازی میں کوئی کمی نہیں آتی، ان حالات میں معذرت کے ساتھ یہ اقرار و اعتراف بھی لازماً ہونا چاہئے کہ اس نے اپنی کتاب میں جو کچھ لکھا ہے وہ محض جھوٹ اور بہتان کا پلندہ ہے اور بالکل غلط ہے، اور اس اعتراف کی اشاعت بھی اسی معیار و سطح کے ذرائع ابلاغ پر کرائی جائے جس سطح پر اس پلندہ کو مشہور کیا گیا ہے۔

۶۔ اجلاس اسلامی ممالک کی حکومتوں اور عوام سے اپیل کرتا ہے کہ ان تمام اشاعتی اداروں کا مکمل بائیکاٹ کریں جنہوں نے اس ناپاک و مذموم کتاب کی اشاعت کی ہے یا اس کی اشاعت میں کسی طرح کی کوئی مدد کی ہے، یا مصنف کو معاوضہ یا انعام دیا ہے، ان اداروں کی تمام کتابوں کا خواہ وہ جس نوعیت کی ہوں، مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔'' (۹)

رابطہ عالم اسلامی کی امانت عامہ نے المجمع الفقہی الاسلامی کے اس فیصلہ کو نشر کرنے سے پہلے بھی اس کتاب کی سنگینی و غلط بیانی اور اس کی طباعت و اشاعت میں مالی تعاون کرنے والے ادارہ کے بائیکاٹ کی ضرورت سے عالم اسلام کو آگاہ کر دیا تھا، اس فیصلہ کی اشاعت کے ساتھ پوری دنیا کے ہر ہر مسلمان کو اور بالخصوص برطانیہ و امریکہ جہاں اس کی اشاعت ہوئی ہے، کے مسلمانوں سے اپیل کی کہ اس کتاب کی بہتان طرازیوں کو وہ خود بھی طشت ازبام کریں اور اپنے مسلم بھائیوں اور حق و انصاف کو تسلیم کرنے والے دیگر لوگوں کو بھی آمادہ کریں کہ وہ اس کی اشاعت کرنے والے ادارہ اور اس کی تقسیم و مارکیٹنگ میں معاونت کرنے والے دیگر تمام اداروں کا بائیکاٹ کریں۔
یہ فیصلہ/فتوی رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ نصیف نے اپنے دستخطوں سے جاری کیا۔ (۱۰)

۳۔ ہیئۃ کبار العلماء، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ کا فتویٰ:

عالم عرب کے ایک اور مایہ ناز ادارے ہیئۃ کبار العلماء المملکۃ العربیۃ السعودیۃ کے سامنے کسی ایسی فلم کا مسئلہ پیش ہوا جس میں صحابہ کرامؓ پر متحرک فلم بنائی گئی تھی، اس کی شرعی حیثیت کے بارے میں اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء اور ہیئۃ کبار العلماء نے یوں قرار دیا:

۱۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ پر احسان کیا اور ان کے رتبے اور مقام کو بلند کیا۔ ان میں سے کسی کی بھی زندگی پر فلم وغیرہ بنانا اور ان کی تصویر وغیرہ بنانا ان کے اس مقام و مرتبہ کے منافی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیا

ہے۔ ایسا کرنا ان کو اس مقام رفیع سے گرانے اور ان کی تکریم میں کمی لانے کی (بزعم خود) کوشش قرار دیا جاسکتا ہے۔

۲۔ ان میں سے کسی کی بھی تمثیل یا تصویر کشی ان کی استہزاء اور تمسخر کے ضمن میں آتی ہے۔ دورِ حاضر میں عام لوگوں کی زندگیوں میں تقویٰ و اصلاح کا ان کی پاکیزہ زندگیوں کے مقابلے میں فقدان ہے۔ لوگوں کے ان معاملات سے مادی مقاصد وابستہ ہیں۔ چنانچہ صحابہؓ پر ایسا عمل کذب اور غیبت ہے۔ اور اس سے مسلمانوں کے اذہان میں، ان نفوس قدسیہ کے تقوی اور تقدس کا جو مقام بلند ہے، اس میں تخفیف آتی ہے اور تشکیک کا دروازہ کھلتا ہے۔ ایسی فلموں وغیرہ میں ابوجہل بھی بنایا جاتا ہے جو حضرت بلالؓ اور حضور نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی بھی کرتا ہے اور گالی بھی بکتا ہے جو بلاشبہ ایک منکر ہے۔

۳۔ شریعت کے مقررہ قواعد کی روشنی میں یہ اصول طے ہے کہ جو چیز محض مفسدہ ہو یا اس کی طرف لے جانے والی ہو، وہ حرام ہے۔ تو صحابہؓ کی تمثیل کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ یہ سدِّ ذریعہ ہے۔ کرامتِ صحابہؓ کی حفاظت کے لیے اس کا ممنوع قرار دینا واجب ہے۔(۱۱)

مندرجہ بالا فتوی میں جن پہلوؤں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ کچھ یوں ہیں۔

۱۔ کتاب وسنت کی روشنی میں صحابہؓ کی فضیلت

۲۔ یہ کہ فلم اور ڈراموں میں اصل مقصد تفریح اور تماشہ ہوتا ہے۔

۳۔ اداکاروں کی دینی اور تقوی وغیرہ کی حالت کا اصل ہستیوں کے مقابلے میں فروتر ہونا بلکہ اکثر اوقات اس کے بالکل الٹ ہونا۔

۴۔ اداکاری کے مقاصد

۵۔ تاریخ نگاری میں مؤرخین کا تساہل اور دقت نظری کی کمی اور ان فلموں وغیرہ میں اصل تاریخ کو مسخ کرنے کی شعوری کوششیں اور معاندانہ ذہنیت۔

مندرجہ بالا تمام پہلو اس لحاظ سے ان ہستیوں کی گستاخی پر محمول ہوتے ہیں جو پیغمبر علیہ السلام کے ساتھی ہیں۔ حضور ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ لازم وملزوم ہیں چنانچہ اسی میں آنجناب ﷺ کی ذات کا فلمانہ اور ابوجہل کا آپ کی شان میں گستاخی کرنا وغیرہ، اس میں آپ کی گستاخی کا پہلو بھی نکلتا ہے۔

یہ فلم جو بنیادی طور پر حضرت بلالؓ کی زندگی پر بنائی گئی تھی اس یہ نکات سامنے لانے اور اس فیصلہ تک پہنچنے کے لیے ہیئۃ کبار العلماء نے رابطہ عالم اسلامی کے ساتھ ملحق مجمع الفقہی الاسلامی کی اوپر بیان کی گئی قرادادوں کا حوالہ بھی دیا ہے۔(۱۲) نیز مصر کے جید عالم دین جناب علامہ رشید رضا کے ان کے رسالے ''المنار'' میں اسی نسبت

سے چھپنے والے ایک فتویٰ کا حوالہ دیا گیا ہے۔اسی طرح اپنی تائید میں ہیئۃ نے ''مجلۃ الازہر'' میں شائع ہونے والے محمد علی ناصف کے ایک مقالے اور جامعۃ الازہر کے لجنۃ کے فتویٰ کا تذکرہ کیا ہے۔ چنانچہ ان مزید حوالہ جات کی موجودگی میں یہ فیصلہ اور بھی وقیع، جامع اور اجماع کے انعقاد کی صلاحیت کا حامل ہو جاتا ہے۔

۴۔اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا اجتماعی فیصلہ اور سفارش:

اسی طرح ناموس رسالت میں گستاخی کے مرتکب کی سزا کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان نے یکم جنوری ۱۹۸۴ کو اپنے ایک اجلاس میں درج ذیل فیصلہ کیا۔اور حکومت کو سفارش کی:

''جو کوئی شخص دانستہ کوئی ایسا کلام یا ایسی حرکت کرے گا جو بالواسطہ یا بلاواسطہ آنحضرت ﷺ کی شان کے بارے میں اہانت آمیز ہو یا اہانت کی طرف مائل ہو یا سوءِادبی ظاہر کرتی ہو وہ مستوجب سزائے موت ہوگا۔الا یہ کہ یہ ثابت کرنا کہ اس کی طرف سے دانستہ ایسی حرکت نہیں کی گئی یا کلام نہیں کیا گیا اس کا بارِ ثبوت ملزم پر ہوگا''۔

مزید برآں کونسل نے اس سفارش کو ارتداد کی سزا کے قانون میں شامل کرنے کی بجائے تعزیرات پاکستان میں شامل کرنے کی سفارش کی۔(۱۳)

۵۔وفاقی شرعی عدالت، پاکستان کا تاریخی فیصلہ:

پاکستان کی عدالتی تاریخ میں ایک اہم موڑ اس وقت آیا جب مجموعہ ضابطہ تعزیرات پاکستان (PPC) سیکشن 295-C کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا گیا۔اس سیکشن میں ہے کہ اگر حضور نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی کی شان میں الفاظ، زبان، تحریر یا کسی بھی دوسری صورت میں بالواسطہ یا بلاواسطہ گستاخی کی جائے، توہین یا استہزاء کا ارتکاب کیا جائے تو اس کی سزا موت ہوگی یا عمر قید جس میں جرمانہ بھی شامل ہو سکتا ہے۔

قرآن وسنت کے دلائل قطعیہ کی روشنی میں ثابت کیا گیا کہ توہین رسالت مآب ﷺ کی سزا محض موت ہے۔عمر قید اور جرمانے وغیرہ کی سزا خلاف اسلام ہے۔کسی کو بھی اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اس موت کی سزا کو عمر قید وغیرہ میں بدلے۔ چنانچہ استدعا کی گئی کہ خلاف اسلام ہونے کی وجہ سے اس کو ختم کیا جائے۔

عدالت نے پبلک نوٹس جاری کیے اور ۱۹۸۹ء اور ۱۹۹۰ کی کئی ایک تواریخ میں لاہور، کراچی اور اسلام آباد میں اس کیس کی سماعت کی۔ پاکستان کے معروف علماء کو روبرو سنا اور قرار دیا کہ

''اسلامی تعلیمات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیے گئے تمام انبیاء عصمت وعظمت کے حوالے سے ہم مرتبہ اور سبھی قابل عزت واحترام ہیں''۔ چنانچہ درج ذیل فیصلہ صادر کیا کہ اگر تمام ضروری شہادتوں اور ثبوتوں سے جرم ثابت ہو جائے تو:

۱- شانِ رسالت محمدی ﷺ یا کسی بھی دوسرے محترم پیغمبر کی شان میں گستاخی اور توہین کی سزا صرف موت ہے ۔ چنانچہ آئین میں مناسب ترمیم کا حکم جاری کیا گیا تا کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ دیگر انبیائے کرام کی گستاخی کے حوالے سے بھی اسی سزا کا نفاذ ممکن ہو۔

۲- عمر قید اور جرمانے وغیرہ کی سزا کو خلاف اسلام قرار دے کر اسے ختم کرنے کا حکم دیا۔(۱۴)

۶۔خلاصہ بحث:

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ عالم اسلام کے علماء ومفکرین کے انفرادی فتاویٰ کی طرح اس کے اجتماعی اجتہاد کے اداروں کے مابین بھی ناموس رسالت کے تحفظ و پاسداری پر اجماع اور اتفاق پایا جاتا ہے۔اس اتفاق واجماع کا مظہر مندرجہ ذیل نکات ہیں۔

۱۔ ناموس رسالت سے مراد نبی آخرالزماں ﷺ کی عزت و ناموس کے علاوہ تمام انبیاء کرام کی عزت و ناموس ہے۔

۲۔ نبی اکرم ﷺ یا انبیاء کی زندگی پر کسی قسم کی فلم یا ڈرامہ بھی ناموس رسالت میں گستاخی کے ضمن میں آتا ہے۔

۳۔ حضرت نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی اور آپؐ کے صحابہؓ کی زندگیاں لازم وملزوم ہیں اس لیے صحابہؓ کی زندگیوں پر فلم یا ڈرامہ صحابہؓ کی شان میں گستاخی کے علاوہ بالواسطہ طور پر ناموسِ رسالت میں گستاخی پر محمول ہوگا۔

۴۔ کوئی مسلم اگر ناموس رسالت میں گستاخی کا مرتکب ہوگا تو ارتداد کرے گا اور اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے جو اس پر نافذ کی جائے گی۔

۵۔ سزائے قتل سے کم تر کوئی سزا نافذ نہیں کی جائے گی۔

۶۔ اس سزا سے ناموسِ رسالت میں گستاخی کا مرتکب شخص صرف اس صورت بچ سکتا ہے کہ وہ سچی توبہ کرے اور جس پیمانے پر اس کی گستاخی کی تشہیر ہوئی ہے ویسے ہی بلکہ اس سے بڑھ کر اپنی توبہ اور رجوع اور اپنی غلطی کی تشہیر کرے۔

۷۔ ایسے مجرمان کو پناہ دینے والے افراد یا ممالک کا بائیکاٹ کر کے اور دیگر ذرائع استعمال کر کے ان کو ایسے افراد کو اس سزا کے نفاذ کے لیے حوالے کرنے کے لیے مجبور کیا جائے گا۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) سورۃ الحجرات ۴۹: ۱-۲

(۲) ابن ہشام ۲/ ۵۱-۵۷، صحیح بخاری، ۱/ ۳۴۱-۳۴۵، ۲/ ۵۷۷، سنن ابی داؤد ۲/ ۴۲، ۴۳-۴۳، زاد المعاد ۲/ ۹۱۔

(۳) قرارات المجمع الفقہی الاسلامی بمکۃ المکرّمۃ، الدورات: من الاولی الی السادسۃ عشرۃ، طبع بمطابع رابطۃ العالم الاسلامی، الدورۃ الثامنۃ، القرار السادس، ص: ۱۷۸-۱۷۹

(۴) ایضاً، ص: ۱۷۹

(۵) ایضاً

(۶) ایضاً

(۷) ایضاً

(۸) قرارات المجمع الفقهی الاسلامی، الدورة الحادية عشرة، القرار الثانی، ٢٥٢

(۹) ایضاً، ص: ۲۵۱ تا ۲۵۴

(۱۰) ایضاً، ص: ۲۵۴

(۱۱) ابحاث هيئة كبار العلماء، ٣/ ٣٢٨-٣٣٠۔

(۱۲) قرارات المجمع الفقهی الاسلامی، الدورة الثامنة، القرار السادس، ص: ١٧٨-١٧٩
ایضاً، الدورة الحادية عشرة، القرار الثانی، ص: ٢٥١ تا ٢٥٤

(۱۳) اسلامی نظریاتی کونسل، اسلام آباد، سالانہ رپورٹ ۱۹۸۴-۱۹۸۵، ص ٦

(۱۴) پی ایل ڈی، ۱۹۹۱ء، ایف ایس سی ۱۰۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

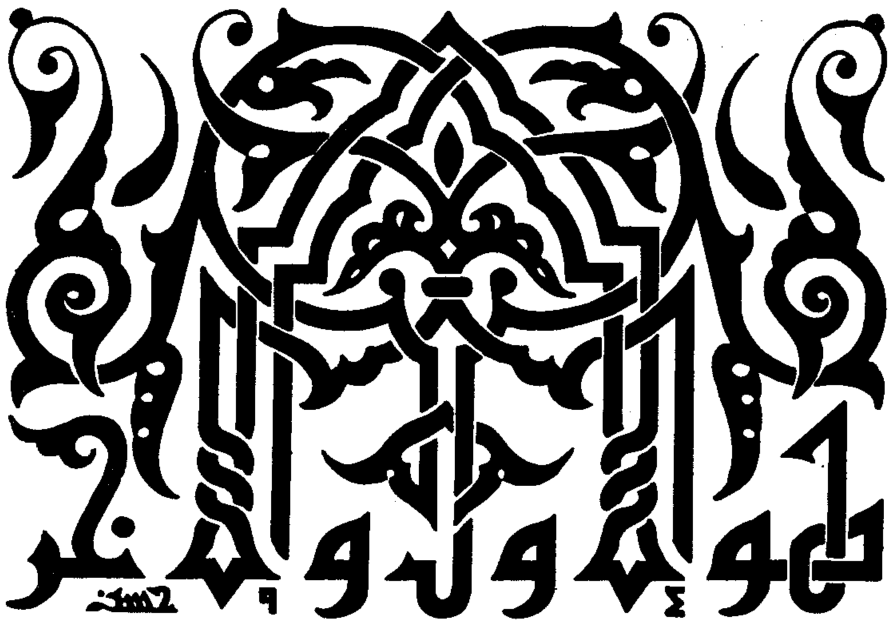

حصہ دوم

انوارِ سیرت صلی اللہ علیہ وسلم